فتاویٰ امن پوری(قسط ۸۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): اگر مسلمان عورت آریہ یا عیسائی ہو جائے، تو اس کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): میاں بیوی میں سے جو بھی مرتد ہو جائے، تو نکاح ختم ہو جاتا ہے، خواہ وہ مرتد ہو کر کسی بھی مذہب میں داخل ہو۔

(سوال): اگر کوئی شخص کسی پابند شرع مسلمان کو شیطان کہے اور قرآن وحدیث کو بھی شیطان کہے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): قرآن وحدیث کو شیطان کہنا واضح کفر اور ارتداد ہے۔ البتہ اگر کوئی کسی مسلمان کو شیطان کہتا ہے، تو اس کے متعلق کفر یا ارتداد کا فتویٰ لگانا مشکل ہے، البتہ وہ سخت گناہ گار ضرور ہے۔

(سوال): جو شخص اللہ اور رسول ﷺ کو گالی دے، اس کا نکاح قائم رہا یا نہیں؟

(جواب): اللہ و رسول کو گالی دینا کفر و الحاد ہے، ایسے شخص کا نکاح فوراً ختم ہو جاتا ہے، یہ مرتد ہے اور اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ کرنا اسلامی ریاست کا مذہبی فریضہ ہے۔

(سوال): کیا قرآن کی توہین باعث ارتداد ہے یا نہیں؟

(جواب): بلاشبہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، تو گویا قرآن کریم کی توہین اللہ تعالیٰ کی توہین ہے، جو کہ کفر و الحاد ہے۔ لہٰذا جو شخص قرآن کریم کی توہین کا ارتکاب کرے، وہ کافر اور مرتد ہے، اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ ریاست کا

فریضہ ہے۔البتہ اس بارے میں یہ جانچ کرنا انتہائی ضروری ہے کہ کیا واقعی ہی قرآن کریم کی توہین کی جا رہی ہے یا محض الزام ہے۔بعض لوگ بلا وجہ دوسروں پر توہین قرآن کا فتویٰ لگا دیتے ہیں، جبکہ وہ قرآن سے محبت کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔

سوال: ایک شخص نے استخفاف کرتے ہوئے قرآن کریم کو پھینک دیا، کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن کریم کو استخفاف اور اہانت کرتے ہوئے پھینکنا موجب کفر وارتداد ہے، ایسے شخص کو نکاح ختم ہو جاتا ہے۔

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) لکھتے ہیں:

''جان لیجئے کہ جس نے قرآن یا مصحف یا اس کے ایک حصے کا استخفاف کیا، یا ان کے بارے میں کوئی توہین آمیز کلمہ کہا، یا قرآن یا اس کے کسی حصے یا آیت کا انکار کیا، یا اس کی یا کچھ حصہ کی تکذیب کی، یا اس میں موجود کسی واضح حکم یا خبر کو جھٹلایا، یا جانتے بوجھتے اس بات کو ثابت کیا، جس کی قرآن نے نفی کی، یا اس کی نفی کی، جس کو قرآن نے ثابت کیا، یا قرآن کے کسی حصہ میں شک کیا، تو وہ اہل علم کے نزدیک بالا جماع کافر ہے۔''

(الشّفا بتعریف حقوق المصطفیٰ : 304/2)

سوال: قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو جلانا کیسا ہے؟

جواب: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے۔اس کا احترام فرض ہے، قرآن کریم کی صیانت وحفاظت مومن کا فریضہ ہے۔اس کی توہین واہانت کفر ہے، البتہ قرآن کریم کے اوراق انتہائی بوسیدہ ہو جائیں، پڑھنے کے لائق نہ رہیں، انہیں کسی ایسی زمین میں دفن کر دیا جائے، جہاں ان کی بے حرمتی کا شائبہ نہ ہو۔یا کسی غیر آباد کنواں میں ڈال دیا

جائے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو، تو ان اوراق کو جلا دینے میں کوئی حرج نہیں، وہ خاک دفن کر دی جائے۔ اس میں چونکہ قرآن کریم کی تحقیر کا قصد نہیں ہے، بلکہ اس کی حفاظت اور احترام پیش نظر ہے۔ جمہور علمائے اسلام کی یہی رائے ہے۔

۞ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) لکھتے ہیں:

''جان لیجئے کہ جس نے قرآن یا مصحف یا اس کے ایک حصے کا استخفاف کیا، یا ان کے بارے میں کوئی توہین آمیز کلمہ کہا، یا قرآن یا اس کے کسی حصے یا آیت کا انکار کیا، یا اس کی یا کچھ حصہ کی تکذیب کی، یا اس میں موجود کسی واضح حکم یا خبر کو جھٹلایا، یا جانتے بوجھتے اس بات کو ثابت کیا، جس کی قرآن نے نفی کی، یا اس کی نفی کی، جس کو قرآن نے ثابت کیا، یا قرآن کے کسی حصہ میں شک کیا، تو وہ اہل علم کے نزدیک بالاجماع کافر ہے۔''

(الشِّفا بتعريف حقوق المصطفٰى : 304/2)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ مطلقاً قرآنِ عزیز کی تعظیم، تنزیہ اور حفاظت کرنا واجب ہے، نیز اجماع ہے کہ جو جان بوجھ کر قرآن کے ایک بھی حرف کہ جس پر اجماع ہو چکا ہے، کا انکار کرے یا اپنی طرف سے کوئی حرف زیادہ کرے کہ جس کی قرأت (اس سے پہلے) کسی (اہل علم) نے نہیں کی، تو وہ کافر ہے۔''

(التِّبيان في آداب حَمَلة القرآن، ص 164)

۞ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے تین قریشیوں سے کہا: اگر تمہارا اور زید بن

ثابت رضی اللہ عنہ کا قرآن کے کسی حصہ کے بارے اختلاف ہو جائے، تو اسے قریش کی زبان میں لکھ دینا، کیونکہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ جب صحیفوں سے نسخے تیار کر دیے گئے، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ صحیفے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیے اور تیار کردہ نسخوں میں سے ایک ایک نسخہ ہر علاقے میں بھیج دیا، اس کے علاوہ قرآن کے جتنے بھی صحائف تھے، سب کو جلانے کا حکم فرمایا۔''

(صحيح البخاري : 4987)

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) لکھتے ہیں:

''قرآن کو (کتابی شکل میں) جمع کرنے کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بقیہ تمام صحائف کو جلا دینے کا حکم دینے میں جواز ہے کہ ان کتب کو جلانا جائز ہے، جن میں اللہ کے نام درج ہوتے ہیں، یہ ان کتب کی عزت اور پاؤں میں روندے جانے سے حفاظت ہے۔ نیز یہ بھی جائز ہے کہ ان کتب کو غیر آباد زمینوں کے سپرد کر دیا جائے۔''

(شرح صحيح البخاري : 226/10)

❀ نیز اہل علم کی مختلف آراذ کر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

قَوْلُ مَنْ حَرَّقَهَا أَوْلٰى بِالصَّوَابِ .

''ان کتب کو جلانے والوں کی بات زیادہ درست ہے۔''

(شرح صحيح البخاري : 226/10)

❀ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی توبہ کا واقعہ میں فرماتے ہیں کہ میری طرف

غسان کے بادشاہ کا بایں الفاظ خط آیا:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ، وَلَا مَضْيَعَةٍ، فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ، فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا: وَهٰذَا أَيْضًا مِّنَ الْبَلَاءِ، فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّورَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا.

''امابعد، مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کے ساتھی (نبی کریم ﷺ) نے آپ کو چھوڑ دیا ہے، لیکن اللہ نے آپ کو رسوائی اور تنگی سے دوچار نہیں کیا، آپ ہمارے پاس آ جائیں، ہم آپ کا ساتھ دیں گے، میں (کعب رضی اللہ عنہ) نے خط پڑھ کر سوچا: یہ بھی ایک آزمائش ہی ہے، لہٰذا میں نے اسے تندور میں پھینک کر جلا دیا۔''

(صحيح البخاري: 4418، صحيح مسلم: 2769)

❁ اس حدیث کی شرح میں قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ جَوَازُ حَرْقِ مَا فِيهِ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى لِعِلَّةٍ تُوجِبُ ذٰلِكَ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ ضرورت (مثلاً بے حرمتی سے بچاؤ) کے لیے ان اوراق کو جلانا جائز ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کا نام درج ہو۔''

(إكمال المُعلِم بفوائد مسلم: 280/8)

❁ ثقہ امام، خالد بن مہران، حذاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِذَا حُدِّثْتَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثٍ فَازْدَهِرْ بِهٖ.

''جب آپ کو رسول اللہ ﷺ سے (ثابت) کوئی حدیث بیان کی جائے، تو اسے محفوظ کر لیں۔''

(شُعَب الإيمان للبَيْهَقِي : 1488، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اس قول کے تحت حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے کہ مصحفِ قرآن اور سنن کی کتابوں پر کوئی (دوسری) کتاب یا گھر کی کوئی چیز نہ رکھی جائے، غبار آلودہ ہو، تو غبار دور کی جائے، کھانے وغیرہ والے ہاتھ ایسے ورق سے صاف نہ کیے جائیں، جس میں اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو، نہ اسے پھاڑا جائے، بلکہ اگر اوراق ضائع کرنا مقصود ہو، تو پہلے اسے پانی سے دھولیا جائے، تاکہ لکھے ہوئے الفاظ دھل جائیں اور اگر اسے آگ سے جلا دیں، تب بھی کوئی حرج نہیں، کیونکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے صحیفے کہ جن میں آیات قرآنیہ اور منسوخ قرائتیں تھیں، کو جلایا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے اس اقدام پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا، واللہ اعلم!''

(شُعَب الإيمان، تحت الحديث : 1488)

سوال: کیا حرام کو حلال سمجھنے والا کافر ہے یا نہیں؟

جواب: اس بارے میں حرمت کی نوعیت کو دیکھیں گے، اگر کوئی چیز نص قطعی سے حرام ہو اور اس کے حرام ہونے پر امت کا اجماع ہو، تو اس حرام چیز کو حلال سمجھنے والے کو کافر کہا جائے گا، کیونکہ وہ ضروریات دین کا منکر ہوا ہے، البتہ جس چیز کی حرمت پر نص قطعی نہ ہو اور اس پر امت کا اجماع بھی نہ ہو، تو اس کو حلال سمجھنے والے کی تکفیر نہیں کی جائے گی، بلکہ اسے بدعتی یا گمراہ قرار دیا جائے گا۔

سوال: جو عورت شوہر کے ظلم سے قادیانی ہو گئی، اس کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): بہرصورت عورت قادیانی ہوگئی، تو مرتدہ ہے اور زوجین میں سے کسی کے ارتداد سے نکاح ختم ہوجاتا ہے۔

(سوال): ایک شخص نے لوگوں کے مجمع میں قرآن کریم کو واضح گالی دی، تو اس کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جب قرآن کریم کو ارادةً صریح گالی دینا ثابت ہوگیا، تو وہ شخص مرتد اور کافر ہوگیا، اس کا نکاح ختم ہے، اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ اسلامی ریاست کے ذمہ ہے۔

(سوال): ایک عالم نے شادی کے موقع پر کہا کہ یہ شراب، رقص اور موسیقی حرام ہے، تو اس پر ایک شخص نے بآواز بلند کہا کہ ہم خدا اور رسول کے حکم کے بالکل منکر ہیں اور اس حکم کو نہیں مانتے۔ کیا یہ شخص مرتد ہوا یا نہیں؟

(جواب): اگر وہ نشے میں دھت نہیں ہے، تو اس پر ارتداد کا حکم لگے گا، اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ عدالت اسلامیہ کا مذہبی فریضہ ہے، البتہ اگر وہ شراب کے نشے میں ہے، تو آفاقہ ہونے کے بعد اس پر اس کے کلمات پیش کیے جائیں گے، اگر وہ انکار کردے، تو اس پر ارتداد کا فتویٰ نہیں لگے گا اور اگر ان کلمات پر قائم رہے، تو وہ مرتد ہے۔

(سوال): جو شخص امامت کو نبوت سے افضل سمجھتا ہے، اس کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ایسے شخص کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ امامت کو نبوت سے فائق سمجھنے والا کافر، مرتد اور زندیق ہے۔

نبوت لازوال اعزاز ہے، نبوت وہبی ہوتی ہے، کسبی نہیں۔ نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی بھی معنی میں نبوت باقی نہیں۔

نبی تبلیغ رسالت میں معصوم ہوتا ہے۔ اس کی اطاعت واجب ہوتی ہے۔ اس کا نطق

بالوحی ہوتا ہے۔ وہ خواہشات سے نہیں بولتا۔ یہ اہل سنت کا اجماعی واتفاقی عقیدہ ہے۔

اس کے برعکس بعض لوگ امامت کو نبوت سے فائق منصب سمجھتے ہیں، جبکہ قرآن وحدیث اور اجماع میں اس پر کوئی دلیل نہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے:

﴿فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا﴾ (الشّعراء: 26)

''میرے رب نے مجھے علم نبوت عطا کیا۔''

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ نبوت اور علم نبوت وہبی ہوتا ہے، کسبی نہیں ہوتا، کسبی نبوت کا اسلام میں وجود تو کجا تصور تک نہیں ہے، بلکہ پہلی شریعتوں میں بھی اس کا وجود نہیں ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النّساء: ٥٩)

''اہل ایمان! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو، اسی طرح اپنے اولی الامر کی اطاعت کرو۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کا حکم دیا۔ اولی الامر کی اطاعت کو اپنی اور رسول کی اطاعت کے تابع کیا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت مستقل بالذات ہے۔ اولی الامر کی اطاعت مستقل بالذات نہیں۔ اگر امامت کا منصب نبوت سے فائق ہوتا، تو اس کی اطاعت کا بھی ذکر کیا جاتا۔

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! سب سے سخت مصائب کن پر آتی ہیں؟ فرمایا:

اَلْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ .

''سب سے زیادہ مصائب انبیائے کرام کو آئیں، پھر ان سے کم فضیلت والوں کو، پھر ان سے کم فضیلت والوں کو۔''

(سنن التّرمذي : 2398، سنن ابن ماجه : 4023، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ عینی حنفی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّمَا قَالَ أَوَّلًا : ثُمَّ الْأَمْثَلُ بِلَفْظِ ثُمَّ، وَقَالَ ثَانِيًا : فَالْأَمْثَلُ، بِالْفَاءِ لِلْإِعْلَامِ بِالْبُعْدِ وَالتَّرَاخِي فِي الْمَرْتَبَةِ بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ .

''نبی کریم ﷺ نے پہلی بار ''ثم الامثل'' کہا، یعنی ''ثم'' کے ساتھ۔ اور دوسری مرتبہ ''فالامثل'' کہا۔ یعنی ''ف'' کے ساتھ۔ اس سے نبی کریم ﷺ بتانا چاہتے ہیں کہ انبیا اور غیر انبیا کے مراتب میں بہت زیادہ فرق ہے۔''

(عمدة القاري : 212/21)

❁ علامہ ابوالحسن علی بن یحییٰ زوندویستی حنفی (۳۸۲ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَتْ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ أَفْضَلُ الْخَلِيقَةِ وَأَنَّ نَبِيَّنَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَفْضَلُهُمْ .

''امت کا اجماع ہے کہ مخلوق میں سب سے افضل انبیائے کرام ہیں اور ہمارے نبی (محمد ﷺ) انبیا میں سب سے افضل ہیں۔''

(البحر الرّائق لابن نُجيم : 353/1، حاشية الطّحطاوي : 184/1، فتاویٰ شامی : 527/1)

❁ علامہ عبدالقاہر بن طاہر بغدادی رحمہ اللہ (۴۲۹ھ) فرماتے ہیں:

''اکثر امت کے ساتھ ساتھ ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ ہر نبی، ہر غیر نبی

ولی سے **افضل** ہے، جبکہ غالی روافض کا خیال ہے کہ (ان کے) ائمہ، انبیائے کرام علیہم السلام سے **افضل** ہیں۔''

(أُصول الدِّين، ص 298)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

نَقْطَعُ بِتَكْفِيرِ غُلَاةِ الرَّافِضَةِ فِي قَوْلِهِمْ : إِنَّ الْأَئِمَّةَ أَفْضَلُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ .

''ہم قطعی طور پر ان غالی روافض کی تکفیر کرتے ہیں، جو کہتے ہیں کہ (ان کے بارہ) ائمہ، انبیائے کرام سے **افضل** ہیں۔''

(الشِّفا بتعريف حقوق المصطفٰى، ص 290)

❁ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَنْبِيَاءُ أَفْضَلُ الْخَلْقِ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ .

''مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام مخلوق میں سب سے **افضل** ہیں۔''

(مِنهاج السُّنّة : 417/2)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ النُّبُوَّةَ أَعْلٰى رُتْبَةً بِلَا خِلَافٍ .

''بلا شبہ نبوت سب سے اعلیٰ منصب ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(تفسير ابن كثير :222/1)

❁ علامہ زرکشی (۷۹۴ھ) لکھتے ہیں:

''فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ اور صحیح بخاری وصحیح مسلم کی حدیث

:''میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' اور اجماع امت اسی پر دلالت کناں ہے۔ اس پر کوئی دوسری رائے نہیں، فلاسفہ کا ایک گروہ کہتا ہے کہ نبوت کسبی ہوتی ہے، ان کی یہ بات بد بختی اور ملت محمدیہ ﷺ سے خروج یعنی کفر پر جا ٹھہرتی ہے۔''

(تشنیف المَسامع بجمع الجَوامع : 764/4)

❁ ابوحیان اندلسی رحمہ اللہ (۷۴۵ھ) لکھتے ہیں:

''جو یہ کہتے ہیں کہ نبوت کسبی ہے، منقطع نہیں ہوتی، یا سمجھتے ہیں کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے، وہ زندیق ہیں، انہیں قتل کرنا واجب ہے۔ جب بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا، مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا۔ ہمارے زمانے میں مالقہ نامی شہر کے ایک فقیر نے نبوت کا دعوی کیا، تو اندلس کے بادشاہ سلطان بن احمر نے اسے غرناطہ میں قتل کروا دیا اور اسے پھانسی دے دی، یہاں تک کہ اس کا گوشت بکھر گیا۔''

(البحر المُحیط : 485/8)

سوال: جو شخص اعلانیہ اصحاب رسول اور ازواج مطہرات کو برا بھلا کہتا ہو، اس کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: اصحاب رسول اور ازواج مطہرات کی تعریف وثنا قرآنی نصوص اور متواتر احادیث سے ثابت ہے، اس کا انکار کفر ہے، لہٰذا ازواج مطہرات اور اصحاب رسول کو برا بھلا کہنے والا اور بے شمار قرآنی وحدیثی نصوص کو ٹھکرانے والا کافر ومرتد ہے اور زوجین میں کوئی مرتد ہو جائے، تو نکاح ختم ہو جاتا ہے۔

سوال: کیا کلمہ کفر زبان سے ادا کرنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے؟

(جواب): اگر کلمہ کفر زبان سے ادا کر دیا، پھر اس پر قائم رہا، تو اس پر ارتداد کا حکم لگے گا اور اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا، البتہ اگر کلمہ کفر زبان پر جاری ہوا اور فوراً تائب ہو گیا، تو اس پر ارتداد کا حکم نہیں لگے گا اور اس کا نکاح بھی ختم نہ ہو گا۔

(سوال): اگر کسی کی دو بیویاں ہیں، تو ان میں عدل وانصاف کی کیا صورت ہے؟

(جواب): اگر ایک سے زائد نکاح ہیں، تو تمام بیویوں کے درمیان نان ونفقہ اور سکنی میں عدل چاہیے، نیز شب گزاری میں بھی برابری چاہیے۔ اس حوالے میں ناانصافی گناہ ہے۔

❁ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بیوی کے لیے ایک دن اور رات تقسیم کر رکھی تھی، البتہ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی تھی۔''

(صحيح البخاري: 2593)

(سوال): میری تین بیویاں ہیں، میں تین ماہ کے لیے سفر پر جا رہا ہوں، ایک بیوی کا ساتھ ہونا ضروری ہے، کس کو لے کر جاؤں، جبکہ تمام بیویاں جانے کا کہتی ہیں؟

(جواب): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر پر تشریف لے جاتے، تو اپنی ازواج کے مابین قرعہ ڈالتے، جس کے نام قرعہ نکل آتا، اسے اپنا ہم سفر بنا لیتے۔ اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ اپنی تینوں ازواج کے مابین قرعہ ڈالیں اور جس کا نام آئے، اسے اپنے ساتھ سفر پر لے جائیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ

بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''رسول اللہ ﷺ جب سفر پر جانے کا ارادہ کرتے، تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے، جس کے نام قرعہ نکل آتا، اسے ساتھ لے جاتے۔''

(صحيح البخاري :2661، صحيح مسلم : 2770)

سوال: ایک شخص کی دو بیویاں ہیں، کیا دونوں میں زیور وغیرہ میں کمی پیشی کرنا یا نان ونفقہ میں کمی پیشی کرنا جائز ہے یا نہیں، جبکہ ان میں سے ایک صاحب اولاد ہے؟

جواب: دو بیویوں کے مابین ہر چیز میں عدل ضروری ہے، البتہ جو صاحب اولاد ہے، اسے بچوں کا نان ونفقہ بھی دے۔

سوال: کیا بیویوں کے مابین تحفہ وہدیہ میں عدل نہ کرنے والا گناہ گار ہے؟

جواب: جی ہاں۔ تحفہ وہدیہ میں بھی عدل چاہیے۔

سوال: دو بیویوں کے ہاں جو شب گزاری میں برابری ہے، کیا ان میں جماع کرنا بھی شرط ہے؟

جواب: جماع کرنا شرط نہیں۔ شب گزاری کافی ہے۔

سوال: کیا بیوی سے مجامعت ہر ماہ ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: ہر ماہ ضروری نہیں۔

سوال: عورت پر شوہر کی فرمانبرداری زیادہ ضروری ہے یا والدین کی؟

جواب: عورت کے لیے شوہر کی فرمانبرداری زیادہ ضروری ہے، بہ نسبت دیگر قریبی رشتہ داروں کے۔

(سوال): اگر بیوی شوہر سے نفرت کرتی ہو، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): بلا وجہ بیوی کا شوہر سے نفرت کرنا گناہ ہے۔ البتہ اگر طبعی طور پر بیوی شوہر کو پسند نہیں کرتی، تو اسے چاہیے کہ شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے، اگر شوہر طلاق نہ دے، تو وہ خلع کے ذریعے نکاح فسخ کر سکتی ہے، کیونکہ نفرت کے ساتھ اکھٹے رہنے سے کہیں بہتر ہے کہ وہ دونوں جدا ہو جائیں، اسی میں ان کی دنیوی واُخروی فلاح ہے، ورنہ وہ زوجہ رہتے ہوئے جب اپنے فرائض کو کما حقہ ادا نہ کرے گی، تو آخرت میں جواب دہ ہوگی۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگی: میں ثابت کے دین اور اخلاق پر کوئی عیب نہیں لگاتی، لیکن اسلام میں کفر (شوہر کی نافرمانی) کرنے سے ڈرتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا آپ ان کا باغ واپس کر دیں گی؟ کہا: جی ہاں!، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا: ان (ثابت) کا باغ انہیں لوٹا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان جدائی کر دی۔''

(صحيح البخاري: 5276)

❁ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا، إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ؛ لَا تُؤْذِيهِ، قَاتَلَكِ اللّٰهُ، فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ يُوشِكُ أَنْ يُّفَارِقَكِ إِلَيْنَا .

''جب بھی دنیاوی بیوی اپنے شوہر کو تکلیف پہنچاتی ہے، تو اس کی حور بیوی کہتی ہے: اللہ تجھے ہلاک کرے، تو اسے تکلیف مت دے، یہ تیرے پاس مہمان

ہے، بہت جلد تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آنے والا ہے۔''

(مسند أحمد : 242/5، سنن التّرمذي : 1174، سنن ابن ماجه : 2014، وسندهٗ حسنٌ)

❀ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' کہا ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح متصل'' کہا ہے۔

(سِیَر أعلام النّبلاء : 47/4)

❀ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی؛ ① جس کی بیوی بداخلاق اور بدتمیز ہو، وہ اسے طلاق نہ دے۔ ② جو کسی کو قرض دے، لیکن اس پر گواہ نہ بنائے۔ ③ جو اپنا مال (بغرض تجارت) کسی ناسمجھ کے حوالے کر دے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ﴾(النساء : 5) ''اپنے مال ناسمجھ لوگوں کے سپرد مت کرو۔''

(المستدرك للحاكم : 331/2، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 146/10، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

جس کی بیوی بداخلاق ہے، وہ اسے طلاق نہیں دیتا، تو اس کی دعا قبول نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بیوی اسے پریشان کرتی ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اللہ یہ پریشانی دور کر دے، تو اس کی یہ دعا قبول نہیں ہوتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے رخصت دی ہے کہ وہ ایسی بداخلاق بیوی کو طلاق دے کر خلاصی پا لے، لیکن وہ اسے طلاق نہیں دیتا، ایسا شخص اگر بیوی کی اذیتوں پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، تو اس کی دعا رد ہو جاتی ہے۔ اس سے مطلق دعا مراد نہیں ہے۔

(سوال): اگر شوہر بیوی کو اپنے والدین کے گھر جانے سے روکے اور بیوی چلی جائے ،تو کیا حکم ہے؟ اور کیا اس سے نکاح پر اثر پڑے گا؟

(جواب): اس سے نکاح پر اثر نہیں پڑے گا، البتہ بیوی شوہر کی نافرمانی کی وجہ سے گناہ گار ہے، کیونکہ نکاح کے بعد بیوی پر سب سے زیادہ حق شوہر کا ہوتا ہے۔

(سوال): جب بیوی کو اس کے والدین شوہر کے گھر نہ آنے دیں، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): والدین کے لیے جائز نہیں کہ وہ بلا وجہ لڑکی کو شوہر کے گھر جانے سے روکیں، اس سے وہ گناہ گار ہوں گے، انہیں چاہیے کہ اپنے گناہ کی معافی مانگیں اور لڑکی کو شوہر کے گھر جانے دیں، لڑکی کو بھی چاہیے کہ اس بارے میں والدین کی اطاعت کے بجائے اپنے شوہر کی بات مانے، ورنہ وہ بھی گناہ گار ہوگی، کیونکہ نکاح کے بعد اس پر سب سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے۔

(سوال): جب بیوی اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف چلے اور اس کے بات پر عمل نہ کرے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): بیوی پر لازم ہے کہ وہ شوہر کی تمام جائز امور میں اطاعت کرے، ورنہ گناہ گار ہوگی۔ البتہ اس سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا۔

(سوال): شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کا کہیں جانا کیسا ہے؟

(جواب): بیوی کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں۔

(سوال): عورت کا شوہر کے ساتھ مل کر کھانا کھانا کیسا ہے؟

(جواب): بالکل جائز ہے، بلکہ بہتر ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بھی سنت ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''میں حیض میں کوئی مشروب پیتی، پھر برتن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتی۔ آپ ﷺ وہیں سے منہ لگا کر نوش جاں فرماتے، جہاں سے میں نے پیا ہوتا تھا، میں دانتوں سے ہڈی کا گوشت نوچتی، پھر نبی اکرم ﷺ کو پیش کرتی۔ آپ ﷺ اسی جگہ منہ رکھتے، جہاں میں نے رکھا ہوتا (پھر اس سے گوشت اتارتے)۔''

(صحيح مسلم : 300)

ثابت ہوا کہ بیوی کے ساتھ مل کر کھانا پینا جائز ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛

سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُّؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ؟ فَقَالَ : وَاكِلْهَا .

''میں نے رسولِ کریم ﷺ سے حائضہ (بیوی) کے ساتھ کھانے پینے کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا: اس کے ساتھ مل کر کھا پی لیا کریں۔''

(مسند الإمام أحمد : 342/4، سنن الترمذي : 133، سنن أبي داوٗد : 212، سنن ابن ماجه :651، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1202) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

سوال: بیوی کو مار پیٹ کرنا کیسا ہے؟

جواب: بیوی کو مار پیٹ کرنا گناہ ہے۔ یہ غیر انسانی رویہ ہے، جس کی شریعت کسی طور اجازت نہیں دیتی۔ البتہ نافرمان بیوی بار بار سمجھانے کے بعد بھی نہ سمجھے، تو معمولی سا

مارنا جائز ہے، کہ جس سے جسم میں نشان نہ پڑیں۔بعض لوگ بیویوں کو اپنا غلام سمجھتے ہیں اور حیوانوں کی طرح انہیں مار پیٹ کرتے ہیں، اس کی کسی طور حمایت نہیں کی جا سکتی، بلکہ جتنی مذمت کی جائے، اتنی کم ہے۔عورت صنف نازک ہے، اسے پیار محبت سے سمجھانا چاہیے، ان کے ساتھ حیوانوں جیسا سلوک کرنا کسی طور جائز نہیں۔

سوال: نافرمان بیوی کو نصیحت کرنا، اس کے لیے بددعا کرنا یا نان ونفقہ بند کرنا کیسا ہے؟

جواب: نافرمان بیوی کو نصیحت کرنا ضروری ہے، شریعت کا یہی منشا ہے۔

❀ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عورتوں کے ساتھ انتہا درجے کی بھلائی کریں، کیونکہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور اوپر والی پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھ پن ہوتا ہے، اسے سیدھا کرنے بیٹھو گے، تو توڑ دو گے، اپنے حال پہ چھوڑ دو گے، تو ٹیڑھی ہی رہے گی، لہٰذا عورتوں سے کمال کی خیرخواہی کیجئے۔''

(صحيح البخاري :3331، صحيح مسلم : 1468)

باقی نافرمان بیوی کے لیے بددعا کرنا یا اس کا نان ونفقہ بند کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے ایلاء کیا، مگر ان کا نان ونفقہ جاری رکھا اور ان کے لیے بددعا بھی نہیں کی، تو ایک مسلمان کو بھی یہی رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

سوال: ساس بہو میں نہ بنے، تو انہیں جدا جدا رکھنا کیسا ہے؟

جواب: بہتر یہی ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو الگ رکھے، مگر والدین کی خدمت بھی جاری رکھے، کیونکہ اس پر بوڑھے والدین کی خدمت خاطر بھی ضروری ہے۔

سوال: میری دو بیویاں ہیں، میں ان میں نان ونفقہ کے اعتبار سے عدل نہیں کر سکتا، تو کیا میں پہلی بیوی کو طلاق دے سکتا ہوں؟

(جواب): جتنی آمدن ہے، اسے دونوں بیویوں میں تقسیم کرے، اگر دونوں بیویاں اسی خرچے پر راضی ہیں، تو کسی کو بھی طلاق نہ دے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اگر کوئی بیوی اس خرچے پر راضی نہیں ہے، تو وہ اسے طلاق دے سکتا ہے۔

(سوال): اگر بیوی بلا وجہ طلاق کا مطالبہ کرے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): بلا وجہ طلاق کا مطالبہ کرنا گناہ ہے، ایسی عورت کے لیے وعید آئی ہے۔

❀ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ .

''جس عورت نے بلا وجہ اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کیا، تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 283/5، سنن أبي داوٗد : 2226، سنن التّرمذي : 1187، سنن ابن ماجه : 2055، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۱۸۴) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲/ ۲۰۰) نے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

(سوال): باپ بیٹے سے کہے کہ طلاق دے دو، تو کیا کرنا چاہیے؟

(جواب): اگر بیوی پابند شرع اور شوہر کی فرمان بردار ہے، تو بیٹے کو چاہیے کہ باپ کی بات نہ مانے اور بیوی کو طلاق نہ دے، کہ یہ عورت دنیا کی سب سے عظیم دولت ہے، ایسی عورت کو چھوڑ دینا اللہ کی نافرمانی ہے اور مخلوق کی اطاعت میں خالق کی نافرمانی جائز نہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ .

''دنیا فائدہ کا سامان ہے اور دنیاوی سامان میں سب سے بھلائی والی چیز نیک عورت ہے۔''

(صحيح مسلم : 1467)

البتہ اگر عورت نافرمان اور ناشکر گزار ہے، تو بیٹے کو چاہیے کہ والدین کے کہنے پر اپنی بیوی کو طلاق دے دے، کیونکہ بیٹے کی دنیاوی واخروی نجات کے لیے یہی بہتر ہے، جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو پیغام دیا تھا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''اسماعیل علیہ السلام کی ایک عورت سے شادی ہوگئی، اب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سوچا کہ میں ذرا اپنے بچے کی خبر لے آؤں، سیدنا ابراہیم علیہ السلام آئے اور اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں پوچھا، بیوی نے کہا: وہ شکار کرنے جاتے ہیں اور تو کچھ انہیں جیسے یاد ہی نہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: وہ آئیں، تو انہیں میرا پیغام دیجئے کہ گھر کی چوکھٹ تبدیل کر لیں، بیوی نے واپسی پر یہ پیغام دیا، تو اسماعیل علیہ السلام کہنے لگے: وہ چوکھٹ آپ ہی ہیں، جایئے اپنے گھر، آپ کو طلاق ہے۔''

(صحيح البخاري : 3365)

(سوال): عورت کے لیے والدین کا حکم مقدم ہے یا شوہر کا؟

(جواب): نکاح کے بعد عورت پر جتنے حقوق اس کے شوہر کے ہیں، اتنے کسی اور رشتے دار کے نہیں، لہذا بیوی کے لیے شوہر کا حکم بہ نسبت والدین کے مقدم ہے۔